استاذ محترم حضرت علامہ
مولانا رسول خان مرحوم

از شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

حضرت الاستاذ المحترم مولانا مرحوم کی جدائی نہ صرف پورے برصغیر بلکہ دیگر کئی ممالک کے علمی و دینی حلقوں کیلئے بھی بہت بڑا صدمہ ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون فان للہ ما اخذ وللہ ما اعطی۔ حضرت العلامہ جامع المعقول والمنقول مولانا رسول خان صاحب قدس اللہ سرہ العزیز دارالعلوم دیوبند کے درجہ علیا کے اساتذہ کرام میں سے تھے۔ حضرت کا علم بحر بیکراں ناپید اکنار اور عمیق تھا۔ حضرت العلامہ مولانا محمد ابراہیم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح حضرت مرحوم بھی تمام علوم عقلیہ اور فنون کے امام تھے پھر معقولات کے ساتھ منقولات پر بھی دسترس حاصل تھی۔ دارالعلوم دیوبند میں علم کلام و فلسفہ و منطق کی اونچی کتب مثلاً قاضی، شرح مسلم، صدرا، شمس بازغہ، مسامرہ، امور عامہ، شرح اشارات، شرح عقائد جلالی اور کبھی طحاوی شریف بیضاوی و مسلم شریف بھی پڑھاتے تھے ناچیز کے بھی نہایت مشفق استاد تھے۔ اور دارالعلوم دیوبند کی طالب العلمی کے دوران معقولات میں قاضی شرح مسلم العلوم، صدرا، شمس بازغہ اور احادیث میں طحاوی شریف، کلام میں شرح عقائد جلالی، مناظرہ میں رشیدیہ وغیرہ کی کتابوں میں ان کا شرف تلمذ حاصل ہوا۔

قیام پاکستان کے بعد لاہور میں جامعہ اشرفیہ کے جلسوں میں جب جانا ہوتا اور وہاں میں زیارت کیلئے حاضر ہوتا تو دارالعلوم حقانیہ کی علمی ترقیات بالخصوص اس میں معقولات کی درس و تدریس کے اہتمام پر بہت مسرت کا اظہار فرماتے اور ہمیشہ خاص دعاؤں سے نوازا کرتے تھے۔ دیوبند میں انہی کے ہمعصر حضرت علامہ محمد ابراہیم صاحب بلیاوی مرحوم بھی علوم و فنون میں یکتا اور امام وقت تھے۔ ناچیز نے ان سے علم حدیث میں مسلم شریف اصول فقہ میں توضیح تلویح، اور مسلم الثبوت، علم منطق و فلسفہ میں امور عامہ، شرح اشارات وغیرہ پڑھیں دونوں حضرات میں دیگر تمام اساتذہ کرام کیطرح سے محبت اور ربط و تعلق رہتا اور ہر ایک دوسرے

کی قدر دانی اور اعتراف کمالات میں پیش پیش رہتے۔ طلباء دارالعلوم دیوبند کی علمی ترقی میں حضرت مولانا مرحوم کی مساعی کو بڑا دخل رہا۔ طالب العلموں کو کتاب دانی اور مطالعہ کا طریقہ تبلاتے طالب العلم تھوڑی سی عبارت پڑھ لیتا۔ پھر حضرت اوّل تو عبارت کتاب کے مطلب اور مفہوم کی وضاحت فرماتے، مرادات سے عبارت کا انطباق فرماتے۔ پھر قیودات کے فوائد بیان کرتے اور نقض وابرام کرکے مسئلہ کو نہایت منقح کر دیتے اور اس کے بعد نفس مسئلہ اور فنی مباحث پر تفصیلی تقریر ہوتی گویا دقائق وحقائق کا ایک سمندر موجزن ہوتا اور ان کی زبان سے گویا علمی جواہرات اور موتی جھڑتے تھے۔

حضرت طلباء پر از حد شفیق تھے متانت اور وقار کے پہاڑ تھے، بردباری اور تحمل کا پیکر تھے۔ اور نہایت نفیس الطبع بھی تھے۔ لباس، چال ڈھال ہر چیز میں نفاست مترشح ہوتی، مادری زبان پشتو تھی۔ مگر دیوبند میں گھر سے باہر کبھی بھی پشتو بولتے نہیں دیکھا۔

اس بے نظیر علم کے ساتھ تواضع بھی از حد تھی۔ ایک ادنیٰ تلمیذ سے بھی ایسے گفتگو فرمایا کرتے جیسے کوئی بڑے عالم سے ہم کلام ہو۔ تقویٰ کا مجسمہ تھے۔ اواخر عمر کا اکثر حصہ ذکر و اذکار، فکر و مراقبہ، تبلیغ و ارشاد میں گذارا۔ قیام پاکستان کے کچھ عرصہ بعد سے لیکر اب تک جامعہ اشرفیہ لاہور میں حدیث کی تدریس فرماتے رہے۔ اور یہ جامعہ کی خوش بختی تھی کہ اسے ایسا نمونۂ سلف بزرگ مل گیا تھا۔ جامعہ میں ان کا ترمذی شریف کا درس بے نظیر ہوا کرتا تھا۔ پاکستان میں دارالعلوم دیوبند کے اسلاف میں سے تھے۔ افسوس کہ اکابر سب چلے گئے مگر کوئی بدل نہیں مل سکے گا۔ بلکہ ایسے جامع الصفات اکابر کا کسی ایک وصف میں بھی بدل نہیں ہو سکتا۔ واقعی موت العالِم موت العالَم کا منظر سامنے ہے۔ اور علامات قیامت میں سے علامت رفع علم بقبض العلماء۔ کا کامل ظہور ہو رہا ہے۔ حق تعالیٰ مشفق استاذ حضرت مرحوم کو قرب و رضا کے اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب پر فائز فرماوے اور ہم اخلاف کو ان کے نقش قدم اور اسوہ پر چلنے کی توفیق دے۔

ناچیز اور دارالعلوم حقانیہ کے تمام متعلقین مولانا مرحوم کے پسماندگان اور جامعہ اشرفیہ کے منتظمین کے ساتھ اس صدمہ میں شریک اور یہ پوری علمی برادری کا مشترکہ صدمہ ہے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ

خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا جب میرے ایک عزیز نے جشن ایران پر الحق کا اداریہ سنایا۔ عزیزم! خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارے اکابر کے جانشینوں نے اعلائے کلمۃ الحق کے سلسلہ میں اسلاف کی قائم کردہ روایات کو برقرار رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حق گوئی و بے باکی کی مزید جرأت اور اسلام کے بنیادی عقائد کے تحفظ کی توفیق دے (مرشد طریقت شیخ عبدالہادی دین پوری مدظلہ۔ مفصل مکتوب اگلے شمارہ میں)